گوشہ نشینی ایک عارضی ضرورت

عبدالوهاب خان

اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ اسلام کی نظر میں مؤمنانہ زندگی کے لیے اجتماعیت اور نظم وضبط ناگزیر ہے۔ کیونکہ شرعی احکام کی روشنی میں مکلف انسان پر دو قسم کے حقوق کی ادائیگی لازم ہے۔

1۔ حقوق اللہ: بندے پر مقرر شدہ عبادات

2۔ حقوق الناس: بندے پر عائد شدہ دوسرے بندوں کے حقوق

ان میں سے مقدم الذکر حقوق کی ادائیگی اصلاح فرد کی کلید اور مؤخر الذکر حقوق کی پاسداری اصلاح معاشرہ کا بنیادی تقاضا ہے جس کا تصور اجتماعیت کے بغیر ممکن نہیں۔ اور عبادات کی بجا آوری میں بھی اسلام نے اجتماعیت کا عملی نظام قائم کیا ہے۔ خالص فطری دین ہونے کے ناطے دین اسلام حیاتِ انسانی میں ممکنہ حد تک پیش آنے والے تمام حالات کے لئے لائحہ عمل کا امین ہے۔ اسی لئے قرآن پاک وحدیث شریف کے بعض نصوص سے خاص حالات میں گوشہ گیری کا ثبوت اور جواز بھی ملتا ہے۔ جو منزل کے طور پر نہیں بلکہ راہِ منزل کے طور پر مسلمان سے مطلوب ہے۔ ان اضطراری کیفیتوں میں سے ایک اصحاب کہف کا واقعہ ہے۔ ﴿نحن نقص علیک نبأهم بالحق انهم فتية آمنوا بربهم و زدناهم هدى﴾ [الکهف ۱۳]

قصہ کوتاہ یہ مٹھی بھر نوجوان اپنے اپنے دل میں ایک سوالیہ نشان محسوس کرنے لگے کہ کیوں ہماری قوم اپنے قابلِ احترام بزرگوں کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتی ہے، کیا واقعی ایسا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے سچے اور مخلص بندوں میں سے بعض کو اپنے ذاتی اوصاف میں سے کچھ منتقل کردے؟ یہ بات ان بزرگوں کی تعظیم کے حوالے سے شاید کسی درجے میں امکان کا پہلو رکھتی ہو، لیکن اللہ رب العزت کی شان وحدانیت کے حوالے سے انتہائی نازیبا بلکہ گستاخانہ مفہوم رکھتی ہے۔ جبھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تمام شریعتیں شرک کی حرمت پر مکمل اتفاق رکھتی ہیں۔ نیز جس کسی بندے کو بارگاہ الٰہی میں کسی بھی درجے کا قرب حاصل ہو وہ صرف اس ذات الٰہی کی توحید اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کا ثمرہ ہے۔

اس مثبت سوچ کی یگانگت نے ان نوجوانوں کو اکٹھے کیا اور ان کو شرک کے خلاف مشنری بنا کر رکھ دیا۔ ربِ ذوالجلال نے انہیں توفیق خیر عطا کی اور استقامت کی نعمت لازوال سے مالامال کردیا۔ ﴿و ربطنا علی قلوبهم اذ

قاموا فقالوا ربنا رب السمٰوٰت و الارض لن ندعو من دونه الٰها لقد قلنا اذاً شططاً ۞ هٰؤلاء قومنا اتخذوا من دونه الهة لو لا یأتون علیهم بسلطان بین فمن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبا ۞ ﴾[الکہف ۱۴، ۱۵]" اللہ نے ان کے دلوں کو ثابت قدم رکھا جب وہ اٹھ کر اعلان کرنے لگے کہ ہمارا پروردگار اکیلا معبود ہے جو آسمانوں اور زمین کا پالنہار ہے۔ ہم ہر گز اس کے سوا کسی کی بندگی بجا نہ لائیں گے، اگر ہم ایسا کر بیٹھیں تو ہم نے انتہائی ناروابات کی۔ ہماری قوم کے لوگ جو اس ذات واحد کے سوا نام نہاد حاجت رواؤں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں وہ اپنے اس کرتوت پر کوئی واضح دلیل کیوں پیش نہیں کرتے۔ پس ایسے بدنصیبوں سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔"

مشرک قوم ان نوجوانوں پر "انتہا پسندی، رجعت پسندی، اساس پرستی، عدم رواداری اور دہشت گردی" جیسے متعدد فرد جرم عائد کرتی ہے اور معاشرے کو "ترقی اور روشن خیالی" کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے اپنی قوت واکثریت کے زور پر انہیں بزعم خویش "کیفر کردار" تک پہنچانے کا مصمم ارادہ کرتی ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے انہیں غار میں تین صدیوں تک محفوظ رکھا پھر انہیں بیدار کر کے قوم کے لئے امکان قیامت کا زندہ ثبوت بنالیا۔ انہوں نے وقت کے تقاضے اور حالات کی نزاکت کے پیش نظر اس غار کو عارضی پناہ گاہ بنالیا تھا، مستقل قیامگاہ نہیں۔ بہر حال احکم الحاکمین نے ان سے جو کچھ کام اور جس قدر دین کی خدمت لینا تھا لے لیا۔

اس گوشہ نشینی کے عالم میں بھی توحید پرستوں کی یہ جماعت اجتماعیت کے شرعی تقاضے سے غافل نہیں تھی۔ کیونکہ انہوں نے ایک کو امیر بنالیا تھا جو انہیں حلال خوری اور رازداری کی تلقین کررہا ہے۔ ﴿فابعثوا احدکم بورقکم هٰذه الی المدینة فلینظر ایها ازکی طعاما فلیأتکم برزق منه ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا ۞﴾[الکہف ۱۹]

یہی اسلام کا نظام اجتماعیت ہے جس کی تلقین کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے "اذا خرج ثلاثة فی سفر فلیؤ مروا احدهم "[ابوداؤد ۲۶۰۸/۳۵۱ عن ابی سعید] "جب بھی تین آدمیوں کا قافلہ سفر پر روانہ ہو انہیں اپنے میں سے ایک کو امیر بنالینا چاہیے۔"

اسی طرح کے سنگین حالات رسول پاک ﷺ کو بھی پیش آئے۔ ﴿ واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون ویمکر الله و الله خیر

الـمٰكرين ﴾[الانفال ۳۰] ''جب اہل کفر آپ کے خلاف سازشانہ تدبیریں کر رہے تھے تا کہ وہ آپ کو پابجولاں کریں یا قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں، اور یہ لوگ اپنی سازشیں کر رہے تھے اور اللہ پاک اپنی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ پاک سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

اللہ پاک نے ان کے خلاف اپنی تدبیر یوں کرلی: ﴿و جعلنا من بين ايديهم سدا و من خلفهم سدا فا غشينٰهم فهم لا يبصرون ﴾[یٰس ۹] ''اور ہم نے ان کے آگے پیچھے بند باندھ لیے اور ہم نے انہیں ڈھانپ لیا پس انہیں کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔''

اس طرح دشمن کی کھلی آنکھوں پر قدرت الٰہی سے پردہ پڑا رہا اور خلیل رب العالمین ﷺ اپنے حیات و ممات کے رفیق سمیت بحفاظت تین دن غار ثور میں جاگزیں رہے۔ ﴿ اذ اخرجه الذين كفروا ثانى اثنين اذ هما فى الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا﴾[التوبۃ ۴۰] ''وہ وقت یاد رکھنے کے لائق ہے جب ان دونوں میں سے ایک کو کفار نے ملک بدری پر مجبور کر دیا، جب وہ دونوں غار میں پناہ گزین تھے جب وہ اپنے ساتھی کو دلاسا دے رہے تھے، غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

اللہ پاک نے ان سے بھی اپنے پسندیدہ دین کی جس قدر خدمت لینی تھی لے لی۔

اضطراری کیفیت میں انسان کو سکیورٹی کے تقاضوں کے مطابق مکمل احتیاط برتنا ضروری ہے۔ اسی طرح قرب قیامت کے فتنوں سے بچنے کے لیے بھی آبادی سے باہر رہنے کو حفاظت دین و ایمان کے لیے مفید قرار دیا گیا ہے۔

اختیاری حالت میں صرف محدود ایام میں مساجد کے اندر اعتکاف کے لیے گوشہ نشینی ایک پسندیدہ عمل ہے، مساجد کے علاوہ اعتکاف نہیں ہوتا۔

ویرانوں میں بسیرا کر کے اجر و ثواب کی امید رکھنا رہبانیت ہے، جس کی اسلام میں ہرگز اجازت نہیں۔